JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 91 -101

معاشرتی نفسیات کے اثرات اور سیرت نبوی ﷺ کا ایک تحقیقی جائزہ

A Research Review Of The Effects Of Social Psychology And The Biography Of The Prophet

Sana Jadon
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Keywords
Social Psychology, Prophet's biography, exemplary, environment, highlighted

Sana Jadon (2022). A Research Review Of The Effects Of Social Psychology And The Biography Of The Prophet, *JQSS Journal of Quranic and Social Studies,* 2(1), 91:101.

Abstract: *This article examines the effects of social psychology, in which the teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) are presented as a model. The goals of society are highlighted, followed by the introduction of exemplary social psychology and its effects, ie, what are its hereditary effects? What are the social effects? And why is a person socialist? What is the relation of society and environment to psychology and what are the effects of social environment on psychology? Particular attention has been paid to clarifying the doctrines of child rearing and training, the role of government in educating the younger generation, the impact of the environment on certain people, and how special people can be successful in life. It has been stated that the effects of deep social connection on the human psyche are being clarified, while finally the effects of the social environment have been examined from the point of view of the Prophet's biography.*

Corresponding Author: Email: hameedkhilji765@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

.

نفسیات (psychology) بنیادی طور پر رویے (behavior) اور عقلی زندگی کے سائنسی مطالعے (scientific study) کو کہا جاتا ہے، چونکہ بات یہاں صرف عقل اور اس کے حیاتیاتی افعال انجام دینے کی نہیں بلکہ عقلی زندگی کی ہے یعنی جسمانی اور عقلی کا مجموعہ اس لیے نفسیات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نفسیات دراصل نفس (soul) کے مطالعے کا نام ہے اور اسی لیے اس کو نفسیات کہا جاتا ہے یعنی نفس کا مطالعہ ، انگریزی میں اس کو psychology کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ psych تو نفس کو کہتے ہیں اور logy مطالعہ کو اور یہ ان کا مرکب لفظ ہے، ان تمہیدی باتوں کے بعد اب مقصود اصلی یعنی علم نفسیات کی تعریف ذکر کرتے ہیں۔

علم نفسیات کی لغوی تحقیق:

نفسیات کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے مولانا وحید الزمان قاسمی صاحب اپنے مشہور لغت القاموس الوحید میں لکھتے ہیں کہ:

"نفسیات "نفسیۃ" کی جمع ہے جس کا معنی ہے ذہنیت، اور نفسیۃ نفس کی مؤنث ہے تلفظ کے اعتبار سے اسے دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں: نفس ف کے سکون کیساتھ جس کا معنی ہے روح، جان، شخصیت۔ نفس ف کے فتحہ کیساتھ، جس کا معنی ہے سانس، خوشگوار ہوا۔"1

اصطلاحی تعریف:۔

نفسیات کی اصلاحی تعریفات ماہرین نے متعدد بیان کی ہیں جن میں سے جدید ترین تعریف ہیں:

Psychology is the scientific study of mind (mental processes) " and hehaviar, the word psychology comes from the Greek words psych, meaning life – logos, meaning explanation”2

اس تعریف کا حاصل یہ ہے کہ نفسیات وہ علم ہے جس میں سائنسی بنیادوں پر ذہنی عمل اور کردار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

معاشرہ کا لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم:۔

عربی لغت میں "معاشرہ" کا لفظ عَاشَرَہٗ مُعَاشَرَۃً اور اِعْتَشَرَ وَتَعَاشَرَ القَوْم سے ماخوذ ہے جس کا معنی باہم مل جل کر اور ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہے۔3 معاشرہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور باب مفاعلہ کی ایک خاصیت اشتراک ہے یعنی وہ فعل جانبین سے ہوتا ہے لہذا معاشرہ کا معنی ہے باہم زندگی گزارنا، جبکہ انگریزی لفظ سوسائٹی لاطینی زبان کے لفظ "socious" سے اخذ کیا گیا ہے جو "باہمی تعلق، شرکت اور نسبتاً مستقبل رفاقت" جیسے معنی رکھتا ہے۔ معاشرہ کی تعریف کے بارے میں سماجی علوم کے ماہرین کی آراء مختلف ہیں، چنانچہ میکلور کہتا ہے کہ:

" معاشرہ تغیر پذیر سماجی تعلقات کا نام ہے۔ ماہر معاشیات آدم سمتھ معاشرہ فطری معیشت کا ایک مصنوعی آلہ سمجھتا ہے ۔ پروفیسر رائیٹ" کی رائے میں معاشرہ باہمی تعلقات کا وہ نظام ہے ،جو افراد کے درمیان پایا جاتا ہے۔ پنٹنا علام پینٹن" کے مطابق معاشرہ لوگوں کا وہ گروہ ہے، جو طویل عرصے سے اکٹھے رہ کر ایک سماجی اکائی صورت میں تنظیم پاتا ہے۔"4

پروفیسر غلام رسول ایف۔ ایچ۔ گڈ نگز کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:

" معاشرہ ایک جیسے خیالات رکھنے والے افراد کا مجموعہ ہے۔ جو ہم خیالی کو پسند کریں اور اس بنا پر مشترکہ مفادات کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔"5

انسان اور معاشرے کا تلازم:

انسان فطرتاً معاشرت پسند ہے کیونکہ انسان کی یہ ایک جبلی خواہش ہے کہ وہ طبعی طور پر مل جل کر رہنے کو پسند کرتا ہے بقول ابن خلدون کے انسان کا اکٹھے رہنا ایک ناگزیر امر ہے اور اسی حقیقت کو اہل علم یوں بیان کرتے ہیں کہ انسان پیدائشی طور پر مدنیت پسند واقع ہوا ہے اجتماعی نظم پیدا کرنا انسان کا فطری جذبہ ہے، تنہائی کے بجائے اسے طبعی طور پر معاشرے میں سکون ملتا ہے عین ممکن ہے کہ خارجی ماحول نے اسے اجتماعیت پسندی پر مجبور کیا ہو مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے خمیر میں اجتماعیت کا حقیقی شعور موجود تھا جسے حالات نے عملی صورت اختیار کرنے پر آمادہ کیا، اہل علم اس بات پر متفق ہے کہ معاشرتی زندگی انسان کی فطری خواہش بھی ہے اور ذاتی مجبوری بھی، طبعی تقاضے اسے دوسرے انسانوں کے قرب پر مجبور کرتے ہیں اور ذاتی مجبوریوں اور کمزوریوں کی وجہ سے وہ دوسرے انسانوں کا محتاج رہتا ہے خلاصہ یہ کہ انسان اور معاشرت ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہے۔6

مثالی معاشرے کی خصوصیات:

مثالی معاشرے کی بہت ساری خصوصیات ہیں مگر یہاں بطور اختصار چند ایک اہم خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

1۔ ذہنی ہم آہنگی:

ایک بہتر معاشرے کیلئے لازمی امر ہے کہ اس کے افراد میں ذہنی مقاصد کے زندگی کے متعلق ایک حد تک اشتراک پایا جاتا ہو کیونکہ ان کا اجتماع عارضی طور پر نہیں ہوتا بلکہ فکر اور مقصد کی یگانگت ان کے اتحاد کا باعث ہوتا ہے اور مقاصد کا اشتراک انہیں باہم قریب کر دیتا ہے، ذہنی یک جہتی اور فکری ہم آہنگی کے بغیر معاشرے کا وجود ممکن نہیں فکری ہم آہنگی کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ افراد کی پسند اور ناپسند کا معیار اسی طرح سوچ کا اندازہ اور نفسیات قریب قریب ایک جیسے ہوتے ہیں۔

2۔ منظم زندگی:

معاشرے میں افراد کی تنظیم ایک لازمی امر ہے افراد کا چال چلن اور سرگرمیاں وغیرہ کسی رواج اور سماجی قانون کے تحت ہونی چاہیے نیز رہن سہن کا طریقہ بھی مخصوص ثقافت اور تہذیب کے تحت ہونا چاہیے غرض یہ کہ خاص رسم ورواج اور ضابطوں کے تحت منظم اجتماعی زندگی گزاریں۔

3۔ باہمی تعلق:

افراد کے باہمی تعلق پر معاشرے کی بنیاد قائم ہوتی ہے اس میں ہر طرح کی انسانی تعلقات اور رشتے شامل ہوتے ہیں چاہیے یہ تعلقات سماجی ہوں یا سیاسی، تجارتی ہو یا مذہبی ثقافتی ہو یا اقتصادی خلاصہ یہ کہ اس میں وہ تعلقات بھی شامل ہیں جو انسان کو مجبوراً دوسرے افراد کیساتھ قائم کرنے پڑتے ہیں۔ غرض یہ کہ یہ ان تمام تعلقات پر محیط ہے جو افراد کے درمیان قائم ہوسکتے ہیں جنہیں ہم معاشرتی تعلقات سے تعبیر کرتے ہیں یعنی افراد کے وہ باہمی تعلقات جن سے وہ کسی نہ کسی حد تک آگاہ ہوں۔

4۔ لچک:

انسانی سرگرمیاں اور رسم ورواج تغیر پذیر ہوتے ہیں کیونکہ مختلف اثرات کی وجہ سے معاشرتی تعلقات میں ہمیشہ ردوبدل ہوتا رہتا ہے، اسی وجہ سے معاشرے کا لچک دار ہونا بہت ضروری ہے تاکہ افراد بدلتے ہوتے حالات کے مطابق خود ڈھال سکے اور ان کے کردار اور سرگرمیوں میں نظم وضبط باقی رہ سکے۔

5۔ مساوات:

ایک مثالی معاشرے کی بنیاد باہمی تعاون اور مساوات پر قائم کی جاتی ہے جس کی وجہ سے کسی بھی فرد کی حق تلفی نہیں ہوتی، معاشرے سے اس کے تمام افراد بلا امتیاز یکساں طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں، اس میں امیر، غریب وغیرہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ یکساں طور پر سب کو مساوی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔7

معاشرتی نفسیات کی تعریف:

مختلف ماہرین نفسیات نے معاشرتی نفسیات کی تعریف الگ الگ انداز میں کی ہے، ذیل میں ہم جدید معاشرتی نفسیات کے ماہرین کی تعریفوں کا جائزہ لیتے ہیں:

"Social Psychology is a broad field whose goals are to understand and explain how our thoughts, feelings, perceptions, and behavior are influenced bye the presence of, or interactions with others."8

"معاشرتی نفسیات ایک وسیع مضمون ہے جس کا منتہی یہ سمجھنا اور بیان کرنا ہوتا ہے کہ دوسروں کی موجودگی یا تعامل سے کیسے ہماری سوچیں، احساسات ادراکات ار کردار متاثر ہوتے ہیں۔"

اسی طرح معاشرتی نفسیات کی دوسری تعریف یہ ہے کہ:

"Social Psychology is the systematicstudy of the nature and causes of human social behavior.9

"منظم انداز میں فطرت اور انسانی معاشرتی کردار کے اسباب کا مطالعہ کے کانام معاشرتی نفسیات ہے۔"

نفسیات کے معاشرتی اثرات:

تمدنی دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں مل سکتا جس کے بابت یہ کہاجاسکے کہ خارجی اثرات اس پر اثرانداز نہیں ہوتے، کیونکہ کسی بھی انسان پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ اثرات دوطرح کے ہوتے ہیں:

(۱):وہ اثرات جو موروثی ہوتے ہیں۔

(۲):وہ اثرات جو معاشرے اور ماحول کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

موروثی اثرات:

کسی بھی انسان کی فطرت کا ایک ایسا حصہ ہے جو باب دادا سے نسل درنسل ہوتے ہوئے اس کے خون کے ذرات اور دل ودماغ کے ایک ایک ریشے میں حلول کئے ہوئے ہوتے ہیں۔10

معاشرتی اثرات:

کائنات کی ہر چیز میں کچھ امکانی صلاحیتیں(Potentialities)ہوتی ہیں اور انہی امکانی صلاحیتوں کی نمو اور تکمیل اس چیز کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح انسان میں بھی بہت سی صلاحیتیں پوشیدہ ہیں انہی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا اور انہیں ٹھیک طور سے استعمال کرنا انسانی زندگی کا مقصد ہے۔ عالم انسان اور عالم آفاق میں یہ بنیادی فرق ہے کہ عالم آفاق پر نشو نما اور تکمیل کا قانون مسلط کر دیا گیا ہے ان کا اپنا کوئی ارادہ اور اختیار نہیں ہوتا کہ چاہے تو اس قانون فطرت سے بغاوت کرے یا اسے اپنا کر اس کی پابندی کرے، جبکہ عالم آفاق کے برعکس انسان صاحب اختیار وارادہ ہے اس پر کوئی ایسا قانون مسلط نہیں کیا گیا ہے جس کے تحت زندگی گزارنے پر وہ مجبورے ہو مثلاً بکری کا بچہ بھوک سے مر جائے گا تاہم کبھی بھی وہ گوشت خور نہ بنے گا۔ اسی طرح انڈے سے نکلتے ہی مرغی کا بچہ خشکی کی طرف دوڑے گا جبکہ ہر بطخ کا بچہ پانی کی طرف اس کے برعکس انسانی بچے کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ زہریلی اشیاء بھی اسی بے تکلفی سے منہ میں ڈالتا ہے، جس بے تکلفی سے وہ میٹھی اشیاء ڈالتا ہے کبھی آگ کی شعلوں کو پکڑتا ہے تو کبھی پانی میں گرتا ہے، معلوم ہوا کہ انسان کے اندر ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے درست راستے پر چلنے کیلئے مجبور کرے اسی وجہ سے انسان خارجی رہنمائی کا محتاج ہوتا ہے معلوم ہوا کہ معاشرت انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔11

معاشرہ وماحول کا نفسیات سے تعلق:

سائنسی اور تجرباتی طور پر ماحول اور نفسیات کے تعلق کو جانچنے اور پرکھنے کیلئے نارمن نے پہلا معاشرتی نفسیاتی تجربہ اس حوالے سے شائع کیا تھا کہ معاشرتی آسانی اور مدد کا انسانی نفسیات سے کیا تعلق ہے؟

"نارمن نے سائیکل سواروں کے باہمی مقابلے میں یہ مشاہدہ کیا کہ ایک سائیکل سوار جب تنہا تھا تو اس نے جتنی بھی تیز سائیکل چلانے کی کوشش کی نتیجہ یہی نکل آیا کہ عام وقت میں وہ اس سڑک پر اس رفتار سے جتنی دیر میں جو فاصلہ پہلے طے کر سکتا تھا اب بھی اتنا ہی طے کیا ہے لیکن جب اسی سڑک پر اس کے ساتھ دوسرا سائیکل سوار مقابلے میں تھا تو پھر اس کی ذاتی کارکردگی پہلے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہوئی"12

اسی طرح ہم بھی اپنی عام معاشرتی زندگی میں اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب ہم تنہا ہوتے ہیں تو ہلکی دوڑ میں جب ہم اختتام تک پہنچتے ہیں تو بہت زیادہ جان لگانی پڑتی ہے اس کے برعکس اگر اسی راستے پر ہمارے ساتھ کوئی اور بھی دوڑ رہا ہو تو پھر اچانک ہم اپنے اندر ایک بڑی توانائی محسوس کرتے ہیں جو ہمارے جسم کو طاقت پہنچاتی ہے اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنے مقابل کو ہرائے۔

معاشرتی ماحول کے انسانی نفسیات کے ساتھ تعلق کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ کسی خاص اصول اور ضابطہ کے تحت انسانوں کا طرز زندگی اور نفسیات قائم نہیں ہوتے اور نہ ہی خود انہیں کوئی احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی طرز زندگی قائم کر رہے ہیں بلکہ غیر محسوس طور پر اطراف واکناف کے حالات اور معاشرتی ماحول کے مطابق خود بخود ان کا کوئی نہ کوئی طرز زندگی قائم ہو جاتا ہے۔13

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ معاشرتی ماحول کا انسانی نفسیات کے ساتھ بہت بڑا اور گہرا تعلق ہے، انسان کی سوچ، رویے اور کردار معاشرتی ماحول کے مطابق ہی بنتے اور بگڑتے ہیں۔

معاشرتی ماحول کے نفسیات پر اثرات

یہ ایک عام انسانی فطرت ہے کہ لوگ اظہار نمائش کو پسند کرتے ہیں اور ان کی چاہت ہوتی ہے کہ لوگ انہیں پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے مثلاً اگر کوئی فرد بازار سے گزرتا ہے اور اسے وہاں جان پہچان والا مل جاتا ہے اب اگر وہ شناسائی والا انجان بن کر گزرتا ہے اور اسے نظر انداز کرتا ہے تو یقیناً اسے بہت تکلیف ہوگی اسی طرح اگر کسی شخص کا نام غلط لکھا اور بولا جائے تو لازمی طور پر وہ اس سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی انسان کو محفل میں توجہ نہ دی جائے تو اس وقت وہ ذلت کے احساس تلے دب جاتا ہے، اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان یہ ساری باتیں کیوں محسوس کرتا ہے؟ اور ان باتوں کا اتنا شدید اثر کیوں لیتا ہے؟ تو اس کا ایک بنیادی اور اصولی جواب وہی ہے جو علم نفسیات کے مشہور کتاب "ہماری نفسیات" میں ہے کہ:

"بڑی حد تک انسان کے جذبات واحساسات اور نفسیات پر معاشرہ کا اثر پڑتا ہے اور انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی انسان کا معاشرتی مقاطعہ (Social Boycott) اس طور پر کیا جائے کہ کوئی بھی فرد اس سے بات چیت نہ کرے، معاشرے میں اس کی موجودگی اور غیر موجودگی یکساں ہو اور کوئی بھی اس سے سروکار نہ رکھے تو یہ بہت بڑی سخت سزا ہوتی ہے۔"14

یہی وہ سزا ہے جو ایک صحیح انسان کو ذہنی طور پر پاگل کر دیتا ہے اور شدید مایوسی میں مبتلا کر دینے کیلئے کافی ہے، اگر اسلامی تعلیمات کا نفسیاتی اثر نہ ہوتا تو قریب تھا کہ معاشرتی بائیکاٹ والے لوگ خودکشی کر لیتے۔

اپنے طبقہ میں نمایاں ہونے کی خواہش:

انسان کا جس طبقہ اور جماعت سے تعلق ہوتا ہے تو اس کی یہ جستجو ہوتی ہے کہ اسے وہی متعلقہ طبقہ کیا حیثیت دیتے ہیں؟ چنانچہ ایک کامیاب اور عادی مجرم کو اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ قانون کی پاسداری کرنے والے اور معزز شہری اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں اور اسے کس قدر برا اور معاشرے

کیلئے نقصان دہ سمجھتے ہیں بلکہ اسے تو اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ مجرم طبقہ میں اسے کیا مقام حاصل ہے؟ اور وہ اسے کتنی عزت دیتے ہیں؟ اسی طرح ایک امن پسند شخص کو صلح کے حامیین کی تحسین سے جس قدر خوشی حاصل ہوتی ہے تو شر پسند عناصر کی تحقیر سے اتنی تکلیف نہیں پہنچتی ہے چونکہ معاشرتی عوامل ہماری نفسیات پر اثر انداز ہوتے ہیں اس وجہ سے یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے طبقہ یا جماعت میں پذیرائی حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور یہ عنصر اس قدر قوی ہے جو ہمارے جذبات خیالات اور طرز عمل کو متاثر کرتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے دنیا کے بدترین اور بہترین کام وجود میں آتے ہیں۔15

بچوں پر معاشرتی ماحول کے اثرات:

انسان اپنی زندگی میں کئی مراحل سے گزرتا ہے اس کا پہلا دور بچپن کا ہوتا ہے، اہل نفسیات کے نزدیک یہ دور بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے کیونکہ بچپن ہی سے انسانی طرز زندگی کی بنیاد پڑتی ہے چنانچہ اگر ہم غور سے بچوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ بچے بچپن ہی سے زندگی کا معنی اور اس کا مقصد جاننے کی کچھ نہ کچھ کوشش کرتے ہیں بچے ماحول اور معاشرے میں اپنی قابلیتیں، قوتیں اور صلاحیتوں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور پانچ سال کی عمر میں ایک خاص طرز زندگی اپنانے لگتے ہیں اور ایک مخصوص طریقے سے اپنے مسائل حل کرنے لگتے ہیں عموماً اس عمر میں پہنچ کر بچے یہ بات سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ انہیں دوسروں سے کیا توقعات ہیں؟ ڈاکٹر عمران اشرف صاحب بچے کی تربیت اور معاشرتی ماحول کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "انسانی فطرت کی رو سے بچپن کا زمانہ ہی آئندہ کی پوری زندگی کیلئے بنیاد رکھنے کا وقت ہے، اس وقت جیسا ذہن بنے گا زندگی کے بقیہ مراحل جوانی اور بڑھاپے تک اس کے اثرات باقی رہیں گے اگر بچے کے کردار واخلاق کو اچھی تربیت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا تو یہ آئندہ زندگی میں اس کیلئے ایک مفید سرمایہ ہوگا۔"16

ابتداء ہی سے بچے کی تربیت ضروری ہے خدانخواستہ اگر شروع ہی میں بری خصلتیں جڑ پکڑ گئیں تو آگے چل کر اصلاح کا عمل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا۔

چونکہ بچہ دودھ پینے کے زمانے ہی سے والدین کے تعلقات، ان کے رویے اور تربیت کے طریقوں سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح بچپن میں بچے کی شخصیت پر خاندانی رویوں، رجحانات اور اقدار کا بھی اثر ہوتا ہے نیز نفسیاتی اعتبار سے اس زمانہ کے دیگر تجربات بھی بہت اہم ہوتے ہیں اس وجہ سے ماہرین اسے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔17

بچوں کی پرورش اور تربیت کی تعلیمات

مختلف اخلاقی بے راہ روی نوجوان بچوں نسل کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے، یہ مسلم نوجوان بچے نشے کا عادی، شراب، زنا اور جھوٹ کا رسیا، عفت وحیاء کا دامن چاک کر کے بے حیائی اور فحاشی کا دلدادہ ہو گیا ہے، جبکہ دوسری طرف انٹرنیٹ، کمپیوٹر، موبائل اور الیکٹرونک میڈیا کے ساتھ حد سے زیادہ وقت گزارنے کے سبب ہمارے بچوں کے معاشرتی رویے تبدیل ہو رہے ہیں، اس تبدیلی کی ایک قیمت وہ ہے جو اُن کو استعمال کرنے والے بچے ادا کر رہے ہیں اور کریں گے۔۔۔ اور ایک قیمت وہ ہے جو اُن کی آنے والی نسلیں ادا کریں گی۔ ٹھیک ہے کہ الیکٹرونک میڈیا کا استعمال آج کی ضرورت ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا استعمال ایک حد تک رکھا جائے۔ غیر صحت مند اور نقصان دہ سرگرمیوں کو مانیٹر کرنا حکومت کا کام ہے۔ چین اور دیگر ممالک کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں اس حوالے سے سخت قوانین موجود ہیں۔ ساتھ ہی ویب سائٹس کو فلٹر بھی کیا جاتا ہے، یہ قوانین تمام کمرشل ویب سائٹس بلکہ سائنسی ویب سائٹس تک سے یہ کہتا ہے کہ وہ کم عمر نوجوانوں اور بچوں سے ایسی تمام اشیا اور معلومات کو دور رکھیں جو ان کے لیے کسی بھی لحاظ سے نقصان دہ ہوں۔

نوجوان نسل کی تربیت اور حکومت کا کردار

نوجوان کے تربیت کی تعلیمات نہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے بلکہ حکومت کے ساتھ ساتھ والدین سمیت معاشرے کے ہر فرد کو اس کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ تاکہ اقدار، تہذیب اور اخلاقیات کی حفاظت ہو سکے۔ معاشرے میں شعور بیدار کرنا ہوگا، انفرادی اور اجتماعی سطح پر جدوجہد کرنی ہوگی۔ اس کے

لیے عالمی سطح پر تمام اسلامی ممالک، تنظیموں اور اداروں کو "تھنک ٹینک" بنانے چاہئیں۔ یہ تھنک ٹینک پورے وژن سے موثر حکمت عملی ترتیب دیں۔ میڈیا کانفرنسیں مستقل بنیادوں پر منعقد کی جائیں تاکہ وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ جدید ٹیکنالوجی کو دنیا میں اسلام کی حقیقی تصویر اُجاگر کرنے کے لیے استعمال کیا جائے، تیاری کے ساتھ اسلامی پروڈکشن ہاؤسز بنانے چاہئیں۔ اس کی ایک بہترین مثال Peace Tv کی شکل میں موجود بھی ہے، اس کے تجربے سے استفادہ کرکے پوری دُنیا میں اسلامک الیکٹرونک میڈیا کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے جو معاشرے کی اخلاقی اور تہذیبی بنیادوں پر تربیت کرنے، اسلامک میڈیا انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے پروڈیوسرز، اسکرپٹ رائٹرز، کیمرہ مین، ایڈیٹنگ اور اینکر پرسنز کو تربیت دی جائے تاکہ اسلامی حدود و قیود کے اندر بہترین اینکر پرسنز، پروڈیوسر، اسکرپٹ رائٹرز، کیمرہ مین، ٹیکنیشن کی ایک کھیپ تیار کی جاسکے جو مکمل اسلامی شعور اور ادراک کے ساتھ ابلاغ کی دُنیا میں اسلامی انقلاب کی بنیاد رکھ سکے۔

ہمارے معاشرے میں دیکھا یہ گیا ہے کہ بچوں کی پرورش اور تربیت کی تعلیمات کے حوالے سے ابتداء میں بچوں اور جوانوں میں بے راہ روی مغربی معاشروں میں پائی جاتی تھی جہاں زندگی پیچیدہ اور مشینی ہے، اور خاندان کا تصور ختم ہو رہا ہے نہ ہی خاندان اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے پوری کر رہا تھا، جبکہ آج کل یہ مرض پاکستان اور تیسری دنیا میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔

مخصوص افراد پر ماحول کے اثرات

ہمارے معاشرے بلکہ ہر معاشرے میں کچھ معذور افراد پائے جاتے ہیں ان کو مخصوص یا سپیشل افراد کہا جاتا ہے، مخصوص یا سپیشل افراد عموماً اپنی جسمانی کمزوریوں پر کڑھتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اسی خیال میں مگن ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی ذات سے ہٹ کر دوسرے امور اور مسائل پر توجہ نہیں دیتے، ان کا تمام وقت اپنی حالت پر غور کرنے اور سوچتے رہنے میں ضائع ہوتا ہے اسی لئے اپنے ماحول میں دلچسپی لینے کیلئے نہ تو وقت پاتے ہیں اور نہ ہی شوق رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے سماجی جذبات خاطر خواہ ترقی نہیں کرپاتے اور ان میں دوسرے کیساتھ مل کر جل کر اجتماعی طور پر کام کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی ہے، بلاشبہ ناقص اعضاء انسانی ترقی میں رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ انسان کو بالکل ناکارہ نہیں کرسکتے اگر کسی فرد کے اعضاء ناقص یا کمزور ہو لیکن اگر وہ ذہنی طور پر تندرست ہو اور اس کی صحیح نہج پر تربیت کی جائے کہ اس کے ذہن میں مشکلات کو عبور کرنے کی صلاحیت پیدا کر دی جائے تو یہ شخص بھی اپنی کوششوں اور معاملات میں ایسے ہی کامیاب ہوگا جیسے کہ ایک صحیح اعضاء رکھنے والا فرد کامیاب ہوتا ہے، یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ بسا اوقات معذور افراد اپنی معذوری کے باوجود صحیح اور تندرست لوگوں سے زیادہ نمایاں کام انجام دیتے ہیں اور زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ ان کی معذوری ان کیلئے ایک محرک ثابت ہوتی ہے جو انہیں ترقی کی راہ پر لگا دیتی ہے لیکن یہ بات واضح رہے کہ ایسا اسی وقت ہوتا ہے جب کہ دل و دماغ میں مشکلات عبور کرنے اور غالب آجانے کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہو مثلاً کسی چیز کو دیکھنے کیلئے ایک کمزور بصارت والے انسان پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے اگر اس کی صحیح تربیت کی جائے تو پھر کسی بھی چیز کو وہ خوب غور و خوض سے دیکھے گا اور اشیاء پر ایک خاص دھیان دے گا جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ صحیح اور تندرست لوگوں کی بنسبت (جنہیں اس طرح کی کوشش اور توجہ کی ضرورت نہیں پڑتی) انہیں زیادہ تجربہ حاصل ہوگا پس ظاہر ہوا کہ جسمانی عیب یا ناقص اعضاء بعض اوقات انسان کیلئے مفید اور نفع بخش ثابت ہوتے ہیں بشرطیکہ ذھن میں رکاوٹوں اور مشکلات کو حل کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

سپیشل افراد کی کامیابی کا راز:

ان مخصوص افراد کی کامیابی کا راز بتاتے ہوئے مقصد زندگی نامی کتاب میں جناب سعید احمد صاحب نے کچھ اس طرح لکھا ہے:

> "اگر ان کی ایسی تربیت کی جائے کہ ان کا ذھن پورے ماحول سے دلچسپی رکھے، اس میں حصہ لے صرف اپنے آپ میں محو نہ رہے اور خود غرض نہ بنے تو یقیناً ایسے افراد اپنے جسمانی نقائص کے مقابلے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔"18

معاشرہ سے علیحدہ رہنے کے نفسیاتی نقصانات اور تعلیمات نبوی ﷺ:

دنیا میں جتنے افراد ناکام زندگی گزارتے ہیں مثلاً خلل اعصاب کے مریض، نشہ کرنے والے، خبطی، مجرمین اور خودکشی کرنے والے وغیرہ ان تمام افراد میں ایک امر مشترکہ طور پر یہ پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں معاشرتی تعاون اور ہمدردی کا جذبہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ سماج بیزار ہوتے ہیں وہ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں کہ معاشی، سماجی اور جنسی مسائل کو حل کرنے کا بہتر طریقہ معاشرتی طور پر مل جل کر کام کرنا اور باہمی تعاون کرنا ہے ایسے افراد صرف اپنی زندگی کو ہی زندگی سمجھتے ہیں اس لئے ایسے افراد کا وجود صرف اپنے آپ کیلئے ہوتا ہے، اپنی ذات سے دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے، دوسروں کیلئے ان کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہوتا ہے، ایسے افراد کا مقصد زندگی ذاتی فوقیت اور ذاتی فائدے تک محدود ہوتا ہے اور ایسے افراد کو اگر کوئی کامیابی مل بھی جاتی ہے تو وہ صرف ان کی ذاتی حد تک ہوتی ہیں خودکشی میں ناکام کئی افراد کا اقرار کررہی ہیں کہ جب ہمارے ہاتھ میں زہر کی بوتل تھی تو اس وقت ہم اپنے اندر ایک قوت برتری محسوس کررہے تھے اور بسا اوقات جس چیز کو وہ کامیابی سمجھ رہے ہوتے ہیں تو در حقیقت وہ ان کی کم فہمی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے آپ ﷺ نے راہبانیت کے طرز زندگی اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، اور رھبانیت (دنیا اور اس کی لذتوں کو ترک کر دینا) کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے، پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لا رهبانية في الاسلام"19

"اسلام میں رہبانیت نہیں"

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان تینوں صحابہ کرام کو منع فرمایا جو دنیاوی اور معاشرتی زندگی کو چھوڑ کر الگ تھلگ ہو رہے تھے چنانچہ ارشاد گرامی قدر ہے:

"أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه يقول: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهطٍ إِلَى بُيوتِ أَزْوَاجِ النَّبِي ﷺ يسأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِي ﷺ فَلَمَّا أُخبِرُوا كَأَنَّهم تَقَالُّوها، فَقَالُوا وَأَينَ نَحْنُ مِنَ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَه مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّمَ إِلَيهمْ، فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلهِ وَأَتْقَاكُمْ لَه، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي"20

"انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تین آدمی آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ ﷺ کی برابری کس طرح کرسکتے ہیں، آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہوگئے ہیں، ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ سے تمہاری بنسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، پھر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام معاشرت اور سماج کی دعوت دیتا ہے ، نبوی ﷺ کی تعلیمات میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام ازدواجی زندگی کی تاکید کرتا ہے اس دنیامیں سب سے زیادہ قریبی اور گہرا تعلق انسان کا اپنے رفیق حیات سے ہوتا ہے اس وجہ سے شادی کا عنصر انسانی زندگی میں لازمی طور پر خوشیوں کا ذریعہ بنتاہے ایک طرف اس سے صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں تو دوسری طرف عام انسانی زندگی بھی دلکش اور خوشگوار ہو جاتی ہے، جناب دلائی لامہ لکھتے ہیں کہ:

"یورپ اور امریکہ میں ایسے ہزاروں سروے کئے جاچکے ہیں جن سے اس بات کا پتہ چلتاہے کہ شادی شدہ افراد بنسبت کنواروں، بیواؤں اور طلاق یافتہ کے عام طور پر زیادہ تسلی بخش، خوشگوار اور مطمئن زندگی گزارتے ہیں، امریکہ ہی میں ایک سروے کیا گیا جس میں یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر دس میں سے چھ امریکیوں نے اپنی ازدواجی زندگی کو خوش کن قرار دیا۔"21

یعنی معاشرہ کے ساتھ وابسطہ رہنے کی فوائد نہ صرف تعلیمات نبوی ﷺ سے اُجاگر ہوتے ہیں بلکہ عام سوشل روک بھی یہی بتاتا ہے کہ معاشرے میں مل جل کر رہنے کے جہاں بہت سارے فوائد ہیں وہاں معاشرے سے کٹنے کی صورت میں اس کی کئی سارے نقصانات بھی ہیں۔

معاشرتی دباؤ کا فائدہ:

اگر کسی نے اپنی مقصد زندگی غلط چیز کو بنائی ہو تو اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ غلط تصور زندگی کی وجہ سے اسے جن ناکامیوں کا سامنا ہے، ان پر غور کرکے طرز زندگی بدل دے مگر ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے اصل میں اگر اسے معاشرے کے دباؤ کا سامنا ہو تو یہ خود بخود سدر جاتا ہے جیسا کہ حافظ سعید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

" ایسا شاذونادر ہوتا ہے کہ زندگی کی ناکامیوں اور غلطیوں کی وجہ سے کوئی اپنا طرز زندگی بدل دے عموماوہ صرف اس وقت اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا جب اس پر معاشرتی دباؤ ہو۔"22

یعنی معاشرتی دباؤ اگرچہ بسا اوقات نقصان کا باعث ہوتا ہے مگر اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے بہت سارے فائدے بھی ہوتے ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ اور معاشرتی ماحول:

معاشرتی ماحول پر اثرات کے حوالے سے سیرت نبوی ﷺ سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ معاشرتی امور انسانی نفسیات پر اثرانداز ہوتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"كُلُّ مَوْلُوْدٍيوْلَدُعَلَى الْفِطْرَةِفَاَبَوَاهُيهوّدَانِه، اَوْينَصِّرَانِه، اَوْيمَجِّسَانِه كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِتُنْتَجُ الْبَهِيمَةُهَلْ تَرَى فِيهاجَدْعَاءَ"23

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں جس طرح کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتاہے، کیا تم نے کوئی کان کٹا ہوا بچہ بھی دیکھاہے؟"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر معاشرتی عوامل میں سے ایک عامل اس کی نفسیات پر اثرانداز ہو کر اس کے طرز زندگی کو بدل کر رکھ دیتاہے اور وہ پر وہی نہیں رہتا جو پہلے تھا، اسی طرح جماعتی اثر کے حوالے سے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"اَلرَّجُلُ عَلى دِينِ خَلِيلِه، فَلْينْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يخَالِلُ"24

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کررہاہے؟"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی فرد کے طرز زندگی میں جماعت کے اثر کا بھی نمایاں کردار ہوتا ہے، خلاصہ کلام یہ کہ معاشرتی اثرات کا انسانی زندگی اور معاشرت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، یہی بات اہل نفسیات نے بھی تحقیق کر کے بتائی ہے اور سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ معاشرے کے نفسیاتی اثرات ہر عمر اور ہر نوع کے افراد پر پڑتی ہے، اگر اثرات برے ہو تو اس کا ازالہ ضروری ہے اور اگر اچھے ہو تو اس پر اور توجہ کی ضرورت ہے تا کہ اس کا نشوونما ہو۔

حوالہ جات(References)

1. کیرانوی، وحید الزماں، القاموس الوحید، (ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۱ء)، ۲: ۱۶۸۴

Keranawi,waheedu alzaman,Alqamosul waheed,idaro islamiyat, Lahor, 2001, 2,:1684.

2. ڈاکٹر عمارہ یوسف، صائمہ ندیم، نفسیات کے اساسی نظریات، (علمی کتب خانہ، لاہور، 2015،)۲

Dr.Ammara Yosuf,Saima Nadeem,Nafseyat k Asasi nazreyat,ilmi Kutoob Khana, lahor,2015, 2

3. بلیلاوی. عبد الحفیظ. مولانا، مصباح اللغات، (دار لحدیث ملتان، س ن،)۵۵۳

Balyawi,Abdul Hafeez,Mulana,MesbahuluGhat,Darul Hadees,Multan,San e ishat nadarad,:553

4. A*nwar .Principlesof sociology . saif printing press. Pasha war cantt.:59*

5. غلام رسول چوہدری. پروفیسر، اسلام کا عمرانی نظام، (لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۰۴،)۲۲

Ghulam Rasul,chodre,Prof,islam ka imrani nizam,ilam wa Irfan pablesher,Lahor , 2004,:22

6. شاہد، ایس ایم شاہد، اسلام اور جدید سیاسی و عمرانی افکار، (لاہور، نیو بک پیلس، س ن،)۴۴۸

S M Shahed,islam awr jaded siyasi wa imrani Afkar,New Book pelas,san e ishat nadarad,:448

7. شاہد، ایس ایم شاہد، اسلام اور جدید سیاسی و عمرانی افکار، ۵۷۹

S M Shahed,islam awr jaded siyasi wa imrani Afkar,:579

8. *Rod Plotnik, Haig kouyoumdjain,Introduction to psychology, ninthe edition,:581*
9. *John D. Delamater, Daniel J.Myers, Social Psychology, Thomson, sixth edition 2007, 3*

10. شاہد، ایس ایم شاہد، اسلام اور جدید سیاسی و عمرانی افکار، ۴۳۷

S M Shahed,islam awr jaded siyasi wa imrani Afkar,:437

11. ایضاً: ۴۴۲

Aizan:442

12.Social Psychology,:387

13. سعید احمد، حافظ، مقصد زندگی،(کراچی، مکتبہ الیاس، ۲۰۰۳)، ۶۷

Saeed Ahmad,hafeez,Maqsad e zindaghi,Maktab e ilyas,Karachi,2003:67

14. مینڈر، ای اے مینڈر، ہماری نفسیات، ۲۴

Mender,E A Mender,Hamari Nafsiyat,:24

15. مینڈر، ای اے مینڈر، ہماری نفسیات، ۲۵

16.Mender,E A Mender,Hamari Nafsiyat:25

17. عثمانی، ڈاکٹر عمران اشرف، اولاد کی تربیت میں والدین کا کردار، (لاہور، بیت العلوم، س ن)، ۵

Usmani,Dr Imran ashraf,Awlad ki tarbeyat mi Waleden ka kerdar,
Betul uloom, Lahor,Sani e ishat nadarad,:5

18. زیدی، ساجدہ زیدی، شخصیت کے نظریات، قومی کونسل، نئی دہلی ۲۱۱،

Zidi,Sajida zidi,ShaKhsiyat k nazeryat,qaumi Consal,nai dehli,:211

19. سعید احمد، مقصد زندگی، ۴۲

Saeed Ahmad,hafeez,Maqsad e zindaghi,:67

20. ایضا:۸

Aizan:: 8

21. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، بَابُ التَّرْغِيبِ فِي ا لنِّكَاحِ، ح:۵۰۶۳ (بیروت، دار الطوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۲:۷

Bukhari,Muhammad ibn ismail,aljame alsahih,Kitabu nikah,Babu
 targhebu fi anikah,Hades No:5063,Darutoq,Beroot,1422,:7:2

22. دلائی لامہ، خوش رہنے کا فن، مترجم، سید علاؤالدین، (سٹی بک پوائنٹ کراچی، ۲۰۱۴ء) ۴۵

Dile Lama,Khush rehny ka Fan,Mutarjem:seyd alludeen,city book
point,Karachi , 2014,:45

23. سعید احمد، حافظ، مقصد زندگی ۱۴،

24.Saeed Ahmad,hafeez,Maqsad e zindaghi,:14

25. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، ح:۱۳۵۹، ۲:۱۰۰

Bukhari,Muhammad ibn ismail,aljame alsahih,Kitabu Aljanaiz,Babu
iza aslam sabi fa mata,Hades No1359,:2:100

26. ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، السنن، ابواب الزھد، ح:۲۳۷۸، (دار لغرب الاسلامی، س ن)، ۴:۱۶۷

Termezi,Muhammad ibn e eisa,Alsunan,Abwabu Zuhad,Sades No:2
378,Darul Gharb alislami,Sani e ishat nadarad:4,:167